سید ضمیر جعفری کی مزاح نگاری کا جِہاتی مطالعہ (بحوالہ شاعری)

ڈاکٹر محمد فرید احمد

Dr. Muhammad Farid Ahmed

Lecturer, Department of Urdu,

Govt. Municipal Degree College, Faisalabad.

Abstract:

Syed Zamir Jafari is a renowned humorous poet as well as a prose writer. He was a poet who with his unique poetic diction ruled over Urdu literature. He was a trend setter in humorous Urdu poetry. He also wrote humorous prose but he got fame by his poetry. He was a true patriot as he served in Pak Army. This broad perspective gave his poetry richness of veriety of different dimensions about social life. He has about 78 published books of poetry and prose, possessing a varied range of thought provoking work.

سید ضمیر جعفری یکم جنوری ۱۹۱۶ء کو چک عبدالخالق، جہلم میں پیدا ہوئے۔ اُن کی خاص پہچان مزاحیہ شاعری ہے۔ وہ پاکستان آرمی سے میجر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے (۱۹۶۶ء) اور اُن کے صاحبزادے احتشام ضمیر نے آئی۔ ایس۔ آئی (ISI) میں چیف کے طور پر بھی خدمات انجام دی ہیں۔ مختلف ادبی رسائل اور اخبارات کے لیے اُن کی خدمات قابلِ ستائش ہیں۔ انھوں نے پچیس سے زائد کتب تصنیف کی ہیں جن میں نشاطِ تماشا اور مافی الضمیر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ انھوں نے تراسی برس کی عمر میں ۱۲ مئی ۱۹۹۹ء کو وفات پائی۔ ان کی عظمت ناقدین کی آرا کے تناظر میں جابجا تحریری طور پر قابلِ توجہ ہے:

> ''اردو کے مزاح نگاروں میں نظم اور نثر کے حوالے سے سید ضمیر جعفری کا نام نامی ایک سند کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر جعفری صاحب کو دورِ حاضر کے مزاح نگاروں کا مرشد قرار دیا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ وہ اپنے اردگرد بکھرے بے شمار معاشرتی، سماجی، اخلاقی اور سیاسی مسائل کو جس احسن طریقے سے الفاظ کے قالب میں ڈھالتے ہیں کہ یہ صرف انہی کا حصہ ہے۔ بقول ڈاکٹر وحید قریشی کے سید ضمیر جعفری کے مضامین ان کے ضمیر کی آواز ہیں۔'' (۱)

سید ضمیر جعفری کی مزاح سے بھرپور شاعری کا خاصہ یہ ہے کہ انھوں نے معاشرتی سطح پر ہر اس پہلو کی ترجمانی کی ہے جسے معاشرتی بگاڑ اور انسانیت سوزی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے:

یہ ملاوٹ زدہ جواں دیکھو
پھول کملا گئے بہاروں میں
اب بھلا قرب رہبراں کیسا
اب ہوا بھر گئی غباروں میں(۲)

یہ بات حقیقت سے قریب تر ہے کہ مزاح نگار معاشرتی ناہمواریوں، بے اعتدالیوں، خرابیوں، تخریب کاریوں، عہدی خرافات اور آمرانہ مطلق العنانیت جیسے پہلوؤں کو کچھ اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ زیرِلب مسکراہٹ اور کبھی قہقہوں میں تلخی اور کڑواہٹ کی شدت عام فہم اور قابلِ قبول بن جاتی ہے۔ سید ضمیر جعفری کی شاعری میں یہ خصوصیت ہر دوسرے تیسرے شعر میں دکھائی دیتی ہے:

صابن دیار غیر سے منگوا رہے ہیں ہم
لو اب لباسِ فقر کو دھلوا رہے ہیں ہم(۳)

....

مجھ سے مت کر یار کچھ گفتار، میں روزے سے ہوں
ہو نہ جائے تجھ سے بھی تکرار، میں روزے سے ہوں
میں نے ہر فائل کی دُمچی پر یہ مصرع لکھ دیا
کام ہوسکتا نہیں سرکار، میں روزے سے ہوں(۴)

سید ضمیر جعفری کی شاعری زمینی حقائق سے متصف شاعری ہے۔ وہ انسان کو تمام تر پابندیوں، رشتوں، وضعداریوں اور ضرورتوں سے الگ اور جُدا مخلوق کے طور پر نہیں دیکھتے ہیں جس طرح اقبال کہتے ہیں: ''کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر''۔ ضمیر جعفری کے یہ اشعار پیشِ نظر ہیں:

جس سے گھر ہی چلے نہ ملک چلے
ایسی تعلیم کیا کرے کوئی
سوچتا ہوں کہ اس زمانے میں
دادی امّاں کو کیا کرے کوئی(۵)

....

کبھی اک سال، ہم مجلس اقبال کرتے ہیں
پھر اس کے بعد جو کرتے ہیں قوال کرتے ہیں(۶)

سید ضمیر جعفری کی حسِ مزاح صرف شاعری تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ نثر میں بھی ایک منجھے ہوئے مزاح نگار کی حیثیت سے اپنی پہچان قائم کیے ہوئے ہیں یہ الگ بات ہے کہ قارئین اور نقاد نے اُن کی نثر کو شاعری کے مقابلے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ اُن کا تقابلی طرزِ مزاح مشاہداتی اوصاف کا حامل ہے۔ شفیق الرحمٰن کے بقول:

''سید ضمیر جعفری اپنی مزاحیہ اور طنزیہ شاعری کے حوالے سے اتنے مشہور اور محبوب ہو چکے

ہیں کہ اُن کی شگفتہ نثر اُن کی ظریفانہ شاعری کے غلغلے میں دب کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ بشاشت میں رچی ہوئی ایسی نثر ہمارے ہاں کم لکھی گئی ہے۔ نثر ہو یا نظم، سید ضمیر جعفری نے ''عروض'' سے زیادہ زندگی کے طول و عرض کو سیراب کیا ہے۔''(۷)

مزاحیہ نثر کے باب میں ضمیر جعفری کے مزاح سے بھرپور مضامین و تاثرات سے بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مشاعرہ بازی، کے موضوع پر اپنی بیزاری کا اظہار انھوں نے اس عنوان کے تحت کچھ یوں کیا ہے:

''مرغ بازی، بٹیر بازی وغیرہ کی طرح مشاعرہ کرانا یعنی مشاعرہ بازی بھی ایک لت ہے۔ میں خود گزشتہ پندرہ سولہ برس سے اس میں مبتلا ہوں۔ ابتداء میں محض خدمتِ ادب کے خیال سے ایک مشاعرے کی نیو رکھی تھی بعد میں مشاعرے نے گویا اپنی نیو مجھ پر رکھ دی۔''(۸)

ازدواجی زندگی اور بیوی سے متعلق شکایات کا حسین انداز میں بیان اب مزاحیہ شاعری کا ہمہ گیر موضوع ہو گیا ہے۔ اور پھر افسروں کی چاپلوسی کے لیے بھی طرح طرح کی اصطلاحیں منظرِ عام پر آئی ہیں۔ سید ضمیر جعفری ان موضوعات سے متعلق یوں گویا ہوئے:

نعرہ زندہ باد کا سر ہو گیا
کام اپنا بندہ پرور ہو گیا
اِک ذرا افسر نے مونچھیں چھوڑ دیں
محکمہ سارا مچھندر ہو گیا
جان محفل تھا خدا بخشے ضمیر
اب تو اِک عرصے سے شوہر ہو گیا(۹)

ڈاکٹر جمیل جالبی سید ضمیر جعفری کی شاعری اور نثری طرزِ تحریر کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

''آپ نے فرد اور معاشرے کو جس انداز سے دیکھا ہے وہ یقیناً اچھوتا اور منفرد ہے اور پھر جس انداز سے مشاہدات کو بیان کیا ہے وہ پُرلطف، دلچسپ اور سلیس ہے۔''(۱۰)

شاعر کا اندازِ تحریر اور طرزِ تخاطب واعظوں اور خطیبوں کے بر مقابل مختلف نوعیت کا ہوتا ہے۔ وہ مخاطب کو احساس دلاتا ہے اور کسی کمی یا کوتاہی کی نشاندہی کر کے آگے بڑھ جاتا ہے۔ وہ عوام سے اور حکمرانوں سے ایک ہی وقت میں مخاطب ہو سکتا ہے اور اُس کی فکر اُس کے اشعار میں ہمیشہ سانس لیتی رہتی ہے۔ سید ضمیر جعفری کی نظم ''پیدا کرو'' ملاحظہ ہو:

شوق سے لختِ جگر ، نورِ نظر پیدا کرو
ظالمو! تھوڑی سی گندم بھی مگر پیدا کرو
ارتقا تہذیب کا یہ ہے کہ پھولوں کی بجائے
توپ کے دھڑ، بم کے سر، راکٹ کے پر پیدا کرو(۱۱)

ادیب معاشرے کا حساس فرد ہوتا ہے۔ مزاح نگار حساسیت کو دل فریب انداز میں یوں پیش کرتا ہے کہ احساس کو بھی دلچسپ تڑ کا لگا دیتا ہے۔ سیدضمیر جعفری ان خطیبوں کے خوش بیان پر طنز کرتے جن کی تقریر معاشرتی فساد کا باعث بن جاتی ہے:

پن کھلی، ٹائی کھلی ، بکلس کھلے ، کالر کھلا
کھلتے کھلتے ڈیڑھ گھنٹے میں کہیں افسر کھلا
آٹھ دس کی آنکھ پھوٹی ، آٹھ دس کا سَر کھلا
لو خطیب شہر کی تقریر کا جوہر کھلا(۱۲)

سیدضمیر جعفری کی نظم ''آدمی'' دورِ حاضر کے آدمی پر تنقید تو ہے ہی مگر ان کے ہر شعر میں ایک اخلاقی سبق بھی موجود ہے۔ آج کے انسان کا نوحہ بہت سے شعرا کے اشعار میں موجود ہے۔ اس کی ایک جھلک چند اشعار سے واضح ہے:

تھا کبھی علم آدمی ، دل آدمی ، پیار آدمی
آج کل زر آدمی ، قصر آدمی ، کار آدمی
زندگی نیچے کہیں مُنہ دیکھتی ہی رہ گئی
کتنا اونچا لے گیا جینے کا معیار آدمی
عمر بھر صحرا نورد ی کی مگر شادی نہ کی
قیس دیوانہ بھی تھا ، کتنا سمجھ دار آدمی(۱۳)

سیدضمیر جعفری نے ہم عصر اور متقدمین شعرا کے کلام کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ اسی لیے وہ غالبؔ، اقبالؔ اور فیضؔ جیسے عظیم شعرا کی شعری خصوصیات سے اُن کی ''زمین''، بحور، فکر اور تضمین کی صورت میں استفادہ کرتے ہیں۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے مردِ مومن کو دورِ حاضر کے تناظر میں تنقیدی انداز میں یوں پیش کرتے ہیں:

سہما ہوا __ دبکا ہوا __ حیران ، پشیمان
جیسے کسی کنجوس کے گھر میں کوئی مہمان
کرسی پہ ہے مومن کبھی مومن پہ ہے کرسی
ایوان کی زینت کبھی رُسوا سرِ میدان(۱۴)

جب خواتین کو اسمبلیوں میں واضح نمائندگی ملی تو اسمبلی حال میں اُن کی موجودگی، آمد اور تقاریر سے متعلق لفظی خاکہ کشی کا یہ منظر اُن کی نظم ''عورتوں کی اسمبلی'' میں یوں پیش کیا گیا ہے:

یہ نرگس ، وہ نسرین ، یہ سنبل و لالہ
گلابی سی گل رُخ ، غزل سی غزالہ
نظر میں ستارے ، جبیں پر اُجالا
جو دیکھے ، پکارے ، ارے مار ڈالا

نہ کیوں دل نشیں ہو یہ تقریر سادہ
کہ الفاظ کم ہیں ، تبسم زیادہ(۱۵)

سید ضمیر جعفری شاعری اور نثر میں مزاح نگاری کے حوالے سے منفرد مقام کے حامل ہیں۔ وہ ماضی اور حال کی معاشرتی تلخیوں اور کجرویوں کو اپنے مزاح کی چاشنی کے قالب میں ڈھال کر اِس طرح قبول صورت بنا دیتے ہیں کہ تلخیٔ ایام کو ہنس کر پینے کو جی چاہتا ہے۔ بشمول اخلاقیات، سیاست، معاشرت، معیشت، جمہوریت کے شاید ہی انسانی زندگی سے وابستہ کوئی موضوع ہو کہ خوابیدہ ہو جنھیں انھوں نے اپنی لفظی قلکاریوں کا حصہ نہ بنایا ہو۔ پاکستان آرمی سے متعلق اُن کی خدمات نے اُن کے تخیل اور مشاہدے کو نہ صرف جلا بخشی بلکہ وہ تنوع بھی عطا کیا جو انھیں کا خاصا ہے۔ گو کہ اُن کی مزاحیہ نثر کو پطرس، یوسفی اور شفیق الرحمان جیسی پذیرائی تو نہ مل سکی مگر اُن کی نثر بھی حسِ لطافت سے بھرپور ہے۔ اب ان کی انفرادیت کا حوالہ اُن کی شگفتہ مزاحیہ شاعری ہی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ضمیر جعفری، سید، ضمیریات، جہلم: بک کارنر پبلشرز، س ن، ص:۸

۲۔ ضمیر جعفری، سید، نشاطِ تماشا (فکاہی کلیات)، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء، ص:۳۲

۳۔ ایضاً، ص:۵۱

۴۔ ایضاً، ص:۶۷

۵۔ ایضاً، ص:۳۵

۶۔ ایضاً، ص:۲۳

۷۔ ضمیر جعفری، سید، ضمیریات، ص:۲

۸۔ حسن عباسی، مرتب: پطرس بخاری سے عطاالحق قاسمی تک، لاہور: نستعلیق مطبوعات، ۲۰۰۴ء، ص:۸۲

۹۔ معاذ حسن، مرتب: مکمل مزاحیات، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۰۰ء، ص:۲۵۲

۱۰۔ ضمیر جعفری، سید، ضمیریات، ص:۱۱

۱۱۔ ضمیر جعفری، سید، نشاطِ تماشا (فکاہی کلیات)، ص:۹۰

۱۲۔ ایضاً، ص:۱۲۴

۱۳۔ ایضاً، ص:۲۳۹

۱۴۔ ضمیر جعفری، سید، ضمیریات، ص:۲۴

۱۵۔ ضمیر جعفری، سید، نشاطِ تماشا (فکاہی کلیات)، ص:۱۲۸

☆......☆......☆